

رمی جمار

○ شرف الہدیٰ اصلاحی

وہ بھی کیا دن ہو گا جب ابراہیمؑ خلیل اللہ نے اللہ سے حقیقی غلت و محبت کا امتحان پاس کر لیا ہوگا۔ واقعہً یہ بڑا مشکل مقام ہوتا ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں

غرض یہ کہ اللہ کی طرف سے خلیل الرحمن کا مقام مفت نہیں مل جاتا حضرت ابراہیمؑ کی طرح فیضانِ محبت سے فیضیاب ہونے کے ساتھ عرفانِ محبت بھی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ جب اپنے اکلوتے محنت جگر اسمعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے جا رہے تھے تو بھلا شیطان کیسے چپ رہتا۔ تین مقامات پر زمین سے سرنکالا اور اسلمنت لرب العالمینؑ کہنے والے ابراہیمؑ کو راہِ مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کی حضرت ابراہیمؑ نے کنکریوں سے مار کر اسے بھگا دیا۔ ان تینوں مقامات پر آج تک نشان بنا ہوا ہے اور دینِ ابراہیمؑ پر قائم رہنے والے لاکھوں مسلمان اس واقعے کی یاد میں آج تک وہاں پر کنکریاں پھینکتے ہیں۔ ان جہرات کے نام کتے کی طرف سے منیٰ کی طرف چلئے تو حجرۃ الکبریٰ، حجرۃ الوسطیٰ اور حجرۃ الصغریٰ ہیں۔ حجرۃ الکبریٰ کو حجرۃ العقبتہ الادویٰ بھی کہتے ہیں۔ اور کبھی منیٰ کی طرف سے شمار کرتے ہوئے کتے کی طرف آئیں تو اسے حجرۃ الثالثہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے بہت دوری پر واقع نہیں ہیں لیکن ایسے نزدیک بھی نہیں ہیں کہ ان کے مابین دو چار گز کے فاصلے سمجھ لیں۔ حجرۃ کبریٰ منیٰ اور مکہ کی تقریباً سرحد پر واقع ہے۔ کتے کی وادی محصب جسے اب معاہدہ کہتے

ہیں اور جہاں آج کل رابطۃ العالم الاسلامی کا دفتر ہے، اس وادی کا کاندہ جہاں وادی منیٰ سے ملتا ہے اس سے قریب ہی حجرہ کبریٰ واقع ہے۔ اس لئے بعض لوگوں نے اسے منیٰ کا جزو سمجھنے کی بجائے وادی منیٰ کے کا جزو سمجھا ہے لیکن واقعہ یہ نہیں ہے۔ شاہراہ سے ذرا ہٹ کے واقع ہے اور پہاڑی کی ڈھلان پر ہے۔ تینوں حجروں کے نشان پر پتھر کے انمل بے جوڑ قسم کے موٹے موٹے ستون سے بنے ہوئے ہیں۔ انہی پر حجاج رومی جہاد کرتے ہیں ہر ایک پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ دسویں ذی الحجہ کو صرف حجرہ کبریٰ پر اور باقی گیارہویں اور بارہویں کو تینوں پر۔

ہر بار لوبیا کے دانے کے برابر سات سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور اس طرح حسابی اپنے اس اقرار کا اعادہ کرتا ہے کہ ہم دین ابراہیم پر قائم ہیں اور شیطان کے بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں گے۔

رومی جہاد پر کچھ کہتے ہوئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دو چار سطروں میں یہ بتا دیا جلتے کہ کنکریاں پھینکنا بطور ایک رسم عبادت کے کب سے جاری ہے اور کہاں کہاں جاری ہے۔ اولاد اسمعیل میں جو روایات اباعن جد جاری ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رومی کی ابتداء حضرت ابراہیم کے ہاتھوں اسی طرح ہوئی تھی۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا لیکن خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ابو الانبیاء ابراہیم اور خلیل الرحمن ابراہیم کے اس عمل سے دنیا کتنی متاثر ہوئی عرب میں تو زمانہ جاہلیت میں بھی اس کا رواج موجود ہی تھا۔ دوسری اقوام میں بھی اس کا نشان مل جاتا ہے کہ ان کے ہاں عبادت و مناسک میں کہیں نہ کہیں کنکریاں مارنے کا رواج بھی موجود تھا۔ اس کے لئے ہندوستان، مصر اور عراق کی دیو مالڈوں میں نشان مل جاتا ہے۔ اور اب بھی بعض قوموں میں لینے ترختہ ہستیا فوں پر کنکریاں مارنے کا رواج موجود ہے۔

عشق و محبت والوں کی دنیا ہی کچھ نرالی ہے کنکری پھینکنا کیا چیز ہے۔ وہ تو اپنے آپ کو اور اپنی عزیز ترین شے کو تسمہ بان کر کے بھی خوش ہوا کرتے ہیں اور عشق و محبت والے کس قوم میں نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے مقام غلت و محبت کے امام حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت پر اگر دوسری قوموں نے عمل کیا، ہو تو تعجب کی کوئی بات نہیں۔

ان تینوں حجرات پر رمی صرف حج کے موقع پر کی جاتی ہے۔ اسے رمی الجمار کہتے ہیں۔ رمی کے معنی پھینکا اور جمار حجرہ کی جن سے جس کے معنی میں کنگریاں، اس لئے اس عمل کو رمی جمار کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر دو سو بیس تاریخ کو صرف حجرہ کبریٰ پر رمی کی تھی اور گیارہ سو بیس و بارہ سو بیس کو تینوں پر۔ اس طرح یہ مناسک حج کا ایک ضروری عمل قرار پاتا ہے۔ لیکن ضروری سے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حج کا ایک حصہ ہے ان کے چھوٹ جانے سے حج نہیں ہوگا، بلکہ اس میں نیابت بھی جائز ہے۔ کوئی عورت تکویر اور ڈھبھا یا کوئی بھی شخص جو اس میں وقت شدید محسوس کرے اپنی طرف سے کسی دوسرے کو سکرماں دے کہ سکرماں دہنے کے لئے بھیج سکتا ہے اور نائب کا عمل اس کے لئے کافی ہو سکتا ہے گا اور اگر بائیں ہی چھوٹ جائے تو ایک قربانی کے ذریعے سے اس کا تقاضا ہو جاتا ہے۔

حج پورے تین بائیس ایسی ضروری ہیں کہ نہ ان کی نیابت ہو سکتی ہے اور نہ ان کا کفارہ یا فدیہ ہو سکتا ہے۔ وہ تین بائیس علی الترتیب یہ تیس حج احرام، و تاریخ کو بعد زوال آفتاب و وقت عرفہ چاہے وہ کتنے ہی عین وقت کے لئے ہو اور عرفات سے واپس آکر طواف افاضہ جسے طواف رکن یا طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ ان تین اعمال کے علاوہ حج میں جو اعمال ہیں ان میں فدیہ کفارہ اور بعض میں نیابت بھی جائز ہے بعض کے چھوٹ جانے پر قربانی روزہ یا صدقہ واجب آتا ہے اور بعض کے پھرنے سے کوئی تہریر بھی واجب نہیں آتا۔

رمی ان اعمال میں سے ہے جس کے چھوٹنے سے قربانی واجب آتی ہے بشرطیکہ کوئی شخص قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور کوئی دوسرا شخص نائب بن کر دوسرے کی طرف سے رمی بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ نائب بنانے والے نے اسے نائب بننا یا ہوا اور کسی وجہ سے بننا یا ہو۔

دلیل عالم اسلامی کی تجویز میں جسے اجل علماء کی تائید حاصل ہے یہ کہا گیا ہے کہ رمی صرف دن ہی کو نہیں بلکہ رات کو بھی کی جا سکتی ہے۔ روایات صحیحہ کو دیکھتے ہوئے اس تجویز میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت اسماء بنت ابی بکر اور ام المومنین حضرت ام سلمہ کو رات کے وقت رمی کیلئے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

اور اس میں یہ کہیں مذکور نہیں ہے کہ انہیں کسی عذر شرعی کی بنا پر یہ اجازت دی گئی تھی اور ویسے بھی ہمارے فقہائے کرام عورتوں کے لئے رات کے وقت رمی کی اجازت دیتے ہیں۔ اب خالص فقہی سوالیہ پیدا ہوتا ہے کہ مردوں کو اجازت نہیں کیوں دی جائے اس لئے کہ کوئی روایت مسافت کی نہیں ملتی۔ نہ کوئی ایسا واقعہ ملتا ہے کہ کسی صحابی نے اجازت طلب کی ہو اور حضور صلعم نے رات کے وقت اس کو رمی سے منع کیا ہو۔ اس لئے اگر عیال عورتوں کے لئے رات کو جائز ہے تو مردوں کے لئے بھی جائز ہے۔

مناسبِ حج میں ہمارے پاس جو قسمانی ہدایات صریحاً موجود ہیں مثلاً کوئی بیماری کی وجہ سے سر نہ منڈوا سکے تو روزہ یا صدقہ یا قسربانی سے اس کا فدیہ دے سکتا ہے یہ حکم صریحاً قسمان مجید میں موجود ہے۔ یا کوئی آفاقی متمتع قربانی کی سکت نہ رکھتا ہو یا قربانی کے جب فوراً حصول ممکن نہ ہو تو اسے دس روز سے رکھنے چاہئیں۔ تین وہیں اور سات گھر واپس آکر۔ اس طرح کے جو صریح احکام حج کے متعلق قرآن مجید میں موجود ہیں ان میں رمی جبار کا کوئی حکم نہیں ملتا ہے۔ اس لئے رمی سے متعلق تمام ہدایات ان روایات سے اخذ کی جاتی ہیں جو صحابہ کرام نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول عمل یا تقریر کے متعلق بیان کی ہیں۔

ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمی کے مقدم یا مؤخر ہونے پر کوئی کفارہ یا فدیہ عائد نہیں ہوتا۔ اگرچہ اعمال رسول اللہ میں دسویں تاریخ کا عمل بہ ترتیب یہی تھا کہ رمی پھر قربانی پھر حلق پھر طواف افاضہ لیکن یہ روایت بھی موجود ہے کہ جب ایک صحابی نے اپنے عمل میں اس ترتیب کو قائم نہیں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی فدیہ یا کفارے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہہ دیا کہ کوئی حرج نہیں۔ بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صریحاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو آپ نے ترتیب کے بدلنے پر کوئی حرج نہیں کہا ہے۔

ساری روایتوں پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ رمی کسی وقت کی جاسکتی ہے اصلۃً بھی کی جاسکتی ہے اور نیابتہً بھی کی جاسکتی ہے۔ بہ ترتیب مسنونہ کی

بھی کی جاسکتی ہے اور بلا ترتیب بھی کی جاسکتی ہے۔ البتہ حج کے اعمال میں مذکورہ بالا اصل تین اعمال احرام، وقوف عرفہ اور طوافِ افاضہ کی ترتیب نہیں بدل سکتی کہ اصل حج یہی تین اعمال ہیں۔

آج کل رمی کے موقع پر اتنا ازدحام ہوتا ہے کہ ہر سال ہاتھ پیر ٹوٹنے کے بلکہ کمزوروں اور عورتوں کے مرنے تک کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ اس لئے اگر حدود عبادت اور سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے رات کے وقت رمی کی اجازت دے دی گئی تو یہ امر نہ شریعت کی روح کے خلاف ہے اور نہ ظاہر عمل عبادت کے خلاف :

خریدار توجہ فرمائیں

خریداروں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ستمبر ۱۹۷۷ء سے 'شکر و نظر' کی نئی قیمت درج ذیل شرح سے ہوگی :

اندرون ملک فی پرچہ ایک روپیہ اور سالانہ چندہ دس روپے۔
 بیرون ملک فی پرچہ ۵۰ سینٹ یا ۱۵ پنس اور سالانہ ڈالر یا ۲ پونڈ۔
 یہ قدم طباعت کی گرانی کے پیش نظر اٹھایا گیا ہے۔ امید ہے کہ خریدار حضرات اس اضافے کو بطیب خاطر گوارا کریں گے۔